© rasailojaraid.com

کتاب کی افادیت

مولانا مشتاق احمد راغب

کتاب کی لغوی تشریح

یہ عربی لفظ ہے اس کا باب ﴿کتب یکتب کتابة﴾ ہے۔ اس کا معنی اکٹھا کرنا ہے۔ کتیبة (لشکر) اسی سے ہے کیونکہ لشکر میں مختلف رنگ و نسل کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ مکتب (لائبریری) اسے اس لیے یہ نام دیا کہ اس میں بہت سے علوم وفنون کی کتابیں موجود ہوتی ہیں۔ کتب (پالان) اس لیے کہ وہ مختلف لکڑیوں کو جوڑ کر بنایا جاتا ہے۔ ﴿کتاب﴾ (مدرسہ) جس میں بے شمار طلباء زیر تعلیم ہوں۔

وجہ تسمیہ

کتاب کو یہ نام اس لیے دیا گیا کہ مؤلف یا مصنف اپنے رشحات قلم کے ذریعے حروف تہجی کی مدد سے اپنے منتشر اور بکھرے ہوئے خیالات وافکار کو ایک مربوط اور مسلسل عبارت کی شکل میں ایک جگہ جمع کر دیتا ہے۔ جب محدثین کی کتب میں کتاب کا لفظ استعمال ہوتا ہے اس کے تحت بہت سے ابواب ہوتے ہیں گویا مختلف ابواب کا مجموعہ کتاب ہے۔

ادیب

عربی میں ادیب کو کاتب بھی کہتے ہیں۔ اس کی جمع کُتّاب بھی کہتے ہیں۔ ادیب لوگوں کے افکار وخیالات زمانے کے بدلے ہوئے حالات اور اقوام عالم کے عروج وزوال کے نقوش کو جمع کرتا ہے۔

ادیب معاشرے کی تہذیب وثقافت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ادیب معاشرے کے وہ معمار ہوتے ہیں، جو تہذیب وثقافت کی نمائندگی کے لیے ماضی، حال اور مستقبل کی کڑیوں کو ہم آہنگ کرتے ہیں۔

لوگوں کے دلوں کو مسخر کرنا اور ان کو اپنی طرف مائل کرنا ادیب کا پہلا کام ہے۔ ان کے نظریات وعقائد میں تزلزل اور لرزہ طاری کرنا، اس کے قلم کی نوک میں پنہاں ہے۔ جتنا اچھا ادیب ہوگا اور اپنے فن کا مظاہرہ کرے گا، اتنا ہی قارئین پر اثر انداز ہوگا۔ اس کے عقیدت مندوں کا ایک حلقہ قائم ہو جاتا ہے۔

تاریخ ادب العربی کا مصنف لکھتا ہے کہ کسی قوم میں سیاسی انقلاب لانے سے قبل ضروری ہے کہ ان کے افکار واذہان کو زیر تسلط کیا جائے۔ یہ کام صرف قوم کے ادیب اور اہل قلم حضرات ہی کرتے ہیں۔ وہ قوم جو افکار کی موت مر جائے ان کے سیاسی حالت کبھی نہیں ابھر سکتی۔ اس لیے کہ جسمانی غلامی کا علاج ممکن ہے۔ اس سے شفا کی امید ہے، لیکن روحانی غلامی قومیت کے حسن کی ایسی موت ہے، جس کی دوا کسی طبیب کے پاس نہیں۔ دراصل کسی قوم کے طرز زندگی کے اصول بھی ان کے افکار کے مرہون منت ہوتے ہیں۔

بلاغة الواضح کا مصنف لکھتا ہے کہ ادیب ایک مصور اور رسام کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک اچھا ادیب اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے ماحول اور لوگوں کے نظریات کا نقشہ اپنے الفاظ میں کھینچتا ہے۔ ایک اسلامی ادیب وقت کا مجاہد ہوتا ہے۔ آپ شاید اس حقیقت سے متفق ہوں گے اور یقیناً ہوں گے کہ قلم کا جہاد ہمہ گیر دیرپا اور پُر اثر فتح کا مژدہ لے کر آتا ہے۔ اس لیے کہ ہر صاحب قلم کا اپنی تصنیف سے مقصد ہوتا ہے کہ تمام لوگ اس کے نظریات کے تابع ہو جائیں۔ انسان کی فطرت ہے کہ جب یہ کسی چیز سے متاثر ہوتا ہے تو پھر اس کی ترقی اور تشہیر کے لیے کوشش کرتا ہے۔ اس لحاظ سے کتاب جادو کا اثر رکھتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ غیر مسلم ممالک میں بعض مسلم منکرین کی کتب بینی پر پابندی لگا دی جاتی ہے۔ مبادا کہ قوم آزادی افکار کے نشہ میں آ کر علم بغاوت بلند کردے۔

کتاب اور اصلاحی معاشرہ

کتاب اصلاح معاشرہ میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس لیے کسی قوم کے اچھا یا برا ہونے کا معیار ان کا تعلیم یافتہ طبقہ ہوتا ہے۔ (ہر زمانہ میں اہل علم و دانش ہی مسئول رہے ہیں)

کتاب انسان کی رازدان اور تنہائی کا ساتھی ہے۔ جب انسان اکیلا گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر پڑھتا ہے تو اس کا مقصد صرف قرات نہیں ہوتا، بلکہ انسان طبعی طور پر اپنے ماحول کا انفعالی اثر رکھتا ہے۔ کتاب اپنی قرات کے ساتھ ساتھ قاری کے ذہن وقلب اور افکار پر خاص اثر چھوڑتی ہے۔ جسے قاری اپنے علم ومطالعہ کے مطابق ریجیکٹ (Reject) یا ایکسیپٹ (Accept) کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ نتیجۃً اندر ہی اندر انسان کے افکار ایک خاص طرز حیات گزارنے پر آمادہ کار ہو جاتے ہیں۔

فطرت کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ جہاں پھول ہوگا وہاں کانٹے کا وجود ناگزیر ہے۔ حق کے مقابلہ میں باطل ضرور ہوگا۔ اس لیے کہ ﴿تعرف الاشياء باضدادها﴾ چیزوں کی حقیقت اس وقت نکھر کر سامنے آتی ہے، جب ان کی مخالف سمت بھی ہو۔ اسی حقیقت کے پیش نظر جہاں اچھی کتب کی قرات وخواند سے ایک معاشرہ مثالی بن سکتا ہے، اسی طرح بری کتب سے معاشرہ قعر مذلت میں بھی گر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سکتا ہے۔

تاریخ اسلام مرتبہ مولانا غلام رسول مہر میں لکھا ہے کہ چار اشخاص کو معاشرے کی اصلاح میں بڑا عمل دخل ہے۔ اگر وہ اصلاح کا پہلو اختیار کر لیں تو نفوس کی تہذیب اور آراستگی ہو سکتی ہے۔ ان میں سے ایک اہل قلم اور ادباء کا گروہ ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اسلامی مفکرین و علماء اور اہلِ قلم اپنی توجہات اس طرف مبذول کریں اور ہر گوشۂ زندگی کے متعلق اسلامی طرزِ حیات پر کتب چھاپ کر عام کر دی جائیں' جو کہ صحیح اسلامی نظریات کی حامل اور اسلامی طرزِ حیات کی ترجمان بھی ہوں۔ ان میں ادب کی چاشنی بھی ہو اور طنز و مزاح کے موثر القلوب فن کو بھی چھو رہی ہوں۔

تحصیلِ علم اور کتاب

علم گوہر نایاب ہے' جس کے دامن سعید میں پڑ جائے پھر اس کی قسمت کا ستارہ آفتاب تاباں ہو کر ابھرتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے علم اور اہل علم کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

﴿ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون﴾ (الزمر:۸)

''علم والے اور اس سے ناآشنا کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔''

ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

طلب العلم فریضة علی کل مسلم (مشکوۃ)

اسلام میں انسان کو ہر وقت علم کی دولت سے آراستہ ہونے کے لیے بہت زور دیا گیا ہے۔

قطع نظر علم سماوی کے علم ایسی دولت ہے جس کی بنا پر ایک انسان حیوان سے ممتاز ہوتا ہے۔ اس میں قوموں کی ترقی وتنزل کا راز ہے۔ علم پرور اور علم دوست اقوام عالم میں ہمیشہ سربلند رہی ہیں۔ اگر اس کے ساتھ علم الٰہی کا بھی امتزاج ہو جائے تو سونے پر سہاگہ کا کام دیتا ہے۔ علم خالق کائنات کی معرفت کراتا ہے۔ علم ہی کی بناء پر آدم مسجود ملائکہ بنے۔ علم افراد اور اقوام کو زمین کی گہرائیوں سے اٹھا کر افق کی بلندیوں تک لے جاتا ہے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کہ علم کا حصول استاد کے توسط اور کتاب کے نقوش وخطوط میں مخفی ہے۔ دین اسلام جس کی بنیاد اور اساس ہی علم پر رکھی گئی ہے اس میں بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ علم بلاشبہ ایک لازوال خزینہ ہے۔ لیکن اس کا حصول کتاب پر منحصر ہے۔ اس حقیقت کی نقاب کشائی باری تعالیٰ کے اس ارشاد میں کی گئی ہے:

﴿اقرا باسم ربک الذی خلق. خلق الانسان من علق. اقراء ربک الاکرم. الذی علم بالقلم. علم الانسان مالم یعلم﴾

''اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس ذات نے آپ کو پیدا کیا۔ انسان کو اس نے جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھیے آپ کا رب عزت والا ہے۔ وہ جس نے قلم کے ذریعے علم کی گھتیاں سلجھائیں۔''

کتاب کی افادیت

۱۔ کتاب تمام علوم وفنون کا مخزن اور معدن ہوتی ہے۔

۲۔ علم کی ترقی اور تجدید بھی کتاب کی مرہون منت ہے۔

۳۔ کتاب قوموں کی تہذیب وثقافت اور ان کے کلچر کی امین ہوتی ہے۔ اس کی افادیت ہر دور میں مسلم رہی ہے۔ علم ہر وقت ہر آن خام حالت میں اس سے حاصل ہو سکتا ہے۔

اسی لیے ابن جریر طبری نے کہا ہے:

این العلم واھله ما اری العلم
الافی الکتاب او تحت تراب

علم اور علم والے کہاں ہیں' علم کے دو ہی مقامات ہیں۔ کتاب یا پھر زمین کا پیٹ۔

۴۔ آج ارسطو فیثا غورث اور یونان کا علم جو ہمیں معلوم ہوا یا علم الٰہی قرآن وسنت کی شکل میں ہم تک پہنچا وہ بھی کتاب کا مرہون منت ہے۔ کیونکہ علم کی حفاظت کا صرف اور صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے کتاب۔

۵۔ کتاب اپنے لکھنے والے کو حیات جاودانی عطا کرتی ہے۔ انسان اس دار فانی سے رخصت ہو جاتا ہے' لیکن اگر اس کی کوئی تصنیف ہو تو وہ کبھی ختم نہ ہوگی۔ اوراق میں لکھی ہوئی چیز ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ جبکہ اس کا لکھنے والا مٹی کی نظر ہو چکا ہوتا ہے۔

الا ایھا الساکین القھو المعلی ستدفن عن قریب فی التراب یلوح الخط فی القرطاس دھوا و کاتبه رمیم فی التراب﴾

اے بلند محلات میں رہنے والے عنقریب تجھے زیر زمین چھپا دیا جائے گا۔ (اس کے باوجود) اوراق میں لکھی ہوئی چیز ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ جبکہ اس کا لکھنے والا مٹی کی نظر ہو چکا ہوتا ہے۔

۶۔ لوگوں کے عقائد ونظریات وخیالات کو بدلنے اور ان کے دلوں کو مسخر کرنے میں کتاب اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس قوم کا لٹریچر عام ہو اور عام لوگوں کے قرات کا محور بن جائے' انہیں عامة الناس کی ہمدردیاں حاصل ہوتی ہیں۔

تاریخ کے اوراق اس حقیقت کی غمازی کرتے ہیں' کہ قوموں میں جب کوئی اچھا ادیب پیدا ہو جاتا' تو پھر اس کی کتابوں نے ایک انقلاب برپا کر دیا۔

۷۔ کتاب بہترین ساتھی اور ہم نشین ہے۔ متنبی کا قول ہے

اعز مکان فی الدنی سرج سابح
و خیر جلیس فی الزمان کتاب

شاعر کہتا ہے کہ دنیا میں بہترین مقام تیز اور عمدہ گھوڑے کی زین (یعنی سواری) ہے اور زمانہ بھر میں بہترین ساتھی کتاب ہے۔

۸۔ کتاب ابدی حیثیت رکھتی ہے' جو قیامت تک لوگوں کو فیض عطا کرتی ہے۔

۸۔ کتاب ایک منصوبہ بندی کے ساتھ متفرق مواد کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جمع شدہ حیثیت میں پیش کرتی ہے۔

۱۰۔ بہترین تحقیقی مواد پر مبنی کتاب فکری ایجاد کی حیثیت رکھتی ہے۔

۱۱۔ کتاب بہترین معلم (استاد) ہے۔ جس سے آدمی بہت کچھ سیکھتا ہے۔

۱۲۔ اچھی کتابیں بناتی سنوارتی ہیں اور گندے مواد پر مبنی کتب معاشرتی بگاڑ پیدا کرتی ہیں۔

۱۳۔ کتاب فکر میں جلا ذہن کو صیقل اور انسانی شخصیت میں نکھار پیدا کرتی ہے۔

۱۴۔ کتاب حصولِ علم کا ذریعہ اور آلہ ہے۔ عوامی لائبریریاں اس کا ثبوت ہیں۔

۱۵۔ کتاب سفر و حضر کی ہم نشیں اور فارغ اوقات کے صرف کرنے کیلئے بہترین ذریعہ ہے۔

۱۶۔ لکھی ہوئی بات مستند اور پایہ ثبوت کو پہنچنے والی ہوتی ہے۔ اس لیے انبیاء کو کتب اور صحیفے دے کر بھیجا گیا تا کہ لوگوں میں الٰہیات کا درس دیں۔

۱۷۔ کتاب کا مطالعہ انسانی زندگی کو تعمیر اور باصلاحیت بناتا ہے۔ کتاب انسان کے لیے درس عبرت مہیا کرتی ہے۔ اس لیے کہ اقوام عالم کی تاریخ کو اپنے اندر محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ خود تاریخ کا معائنہ کر چکی ہے۔ یہ بہت سے ادوار کو بچشم خود دیکھتی ہے اور اپنی جہاں دیدہ بصیرت کے پیش نظر انسان کے لیے مشعل راہ کا کام دیتی ہے۔

الغرض کتاب انسانی فکر کی تمام کاوشوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اس لیے عصر جدید میں کتاب خوانی پر جتنا بھی زور دیا جائے کم ہے اور سب سے بڑھ کر ضروری ہے کہ قرآن وحدیث کا مطالعہ مملکت اسلامی میں ہر فرد و بشر پر لازم قرار دیا جائے۔

اسلام میں تحریر کی اہمیت

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس نے ہر گوشہ زندگی کے متعلق معلومات فراہم کی ہیں اور انسان کو عقل کا لازوال تحفہ دے کر تسخیر کائنات کی چابی اس کے دامن سعید میں ڈال دی۔ ان تمام باتوں کا تعلق علم سے ہے اور علم کے حصول کا ذریعہ کتاب ہے۔

اللہ رب العزت نے انبیاء کو صحیفے اور کتب عطا فرمائیں تا کہ وہ بندگان خدا کی اصلاح کا کام سرانجام دیں۔ اس خالق کائنات نے انسان کو علم قلم کے ذریعہ سکھایا جو تحفظ علم کا واسطہ اور طریق ہے۔ فرمایا ﴿یا یحیی خذ الکتاب بقوہ﴾

''اے یحییٰ اپنی کتاب کو مضبوطی سے تھام لے۔''

عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿آتانی الکتاب﴾

''مجھے کتاب عنایت کی گئی ہے۔''

رب ذوالجلال نے قلم کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا:

﴿والقلم وما یسطرون﴾

''قلم اور اس سے لکھی جانے والی تحریروں کی قسم۔''

﴿یایھا الذین امنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ﴾

''اے ایماندارو! وجب باہمی معاملات مقررہ مدت تک طے کرو تو انہیں لکھ لیا کرو۔''

کتنی ہی آیات ہیں جو کتاب اور تحریر کی افادیت پر دلالت کناں ہیں۔

حدیث اور کتاب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پوری دنیا کے لیے رہبر کامل بن کر آئے۔ آپ کا دین تا قیامت آپ کی دعوت عالمگیر اور آفاقی تھی۔ آپ نے ایک چیز پر زور دیا جسے قوموں کی ترقی میں روح کی حیثیت حاصل ہے۔ اسے علم کا نام دیا جاتا ہے۔ طلب علم کو آپ نے فرض قرار دیا۔

''علم کا سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔'' (حدیث)

تم ماں کی گود سے لے کر قبر کے دھانے تک علم حاصل کرو۔

اسی بات کا نتیجہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیران بدر سے یہی فدیہ مقرر کیا کہ وہ ناخواندہ مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں۔ (حدیث)

ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ضعف حفظ کی شکایت کی تو فرمایا: ﴿استعن بیمینک﴾ (یعنی تو اپنے داہنے ہاتھ سے مدد حاصل کر)

آپ کی مراد اس سے یہ تھی کہ باتوں کو ضبط تحریر میں لاؤ۔ اس لیے کہ علم تحریر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ علم کی حفاظت کا اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا ہتھیار نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو آیات نازل ہوتی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے فوراً کاتبین وحی کو لکھا دیتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی لکھنے کا اہتمام فرماتے تھے۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ صرف عبداللہ عمرو بن عاص حدیثیں جانتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ لکھ لیتے ہیں اور میں لکھتا نہیں۔

امام بخاری نے اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے باب کتاب العلم قائم کیا۔ یعنی علم کو ضبط تحریر میں لانا چاہئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر خطبہ دیا تو ایک یمنی ابوشاہ نامی شخص آتا ہے۔ فرمانے لگا اے اللہ کے رسول مجھے لکھ دو۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ﴿اکتبوا لابی شاہ﴾ (ابوشاہ کو لکھ دو)

حضرت عمر بن خطاب کا قول ہے کہ ﴿قیدوا العلم بالکتاب﴾ یعنی علم کو کتاب کے ذریعہ محفوظ کرو۔ (دارمی جلد ا' صفحہ ۱۰۴' ۱۰۵' وایضا عن ابن عمر)

اس سے بڑھ کر تحریر کی اہمیت کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ رب العزت نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اس سے کتابت کا کام لیا۔

﴿اول ما خلق اللہ القلم﴾ (مسلم)

یہ انسانی عقل کے لیے درسِ عبرت اور لمحہ فکریہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے کہ تم بھی ہر بات کو تحریر میں لانے کی کوشش کرو۔

حدیث میں آتا ہے کہ تم اپنے آپ کو اخلاق خداوندی میں رنگ دو۔﴿تخلقوا باخلاق الله﴾ اس حدیث کا مطلب آسان لفظوں میں یہی ہے کہ تم بھی وحی اوصاف اپنانے کی کوشش کرو، جن کے کرنے سے خدا کی رضا حاصل ہو جائے اور وہ بارگاہ ایزدی میں نجات کا باعث ہو۔

رب کریم نے بھی تمام حجت کیلئے قیامت تک ہونے والے احوال کو لوح محفوظ میں رقم فرما دیا، جسے تقدیر کے نام سے موسوم کیا گیا اور پھر تمام بنی نوع انسان کے اقوال و اعمال حیطہ تحریر میں لانے کیلئے ایک دن میں دو مرتبہ فرشتوں کو بھیجنے کا حکم دیا۔

اسلام نے انسان کو عقل استدلالی کے ساتھ عقل استقرائی کا تحفہ بھی دیا۔ آج مغربی ممالک کی ترقی اور فکری عروج بھی اسلام کا پروردہ ہے۔ اسلام نے انسان کو علم کا ہتھیار دے کر اس کے حصول اور ترقی و ترویج پر زور دیا۔ اسی بات کا نتیجہ تھا کہ مسلمانوں نے تحقیق اور علمی میدان میں اتنی کوششیں کی کہ پوری دنیا کے علم کو اکٹھا کیا اور پھر اس میں مزید اضافے کیے اور ایسے ایسے نکات بیان کیے کہ ارسطو اور افلاطون کی روحیں بھی شرمانے لگیں۔

تاریخ کی ورق گردانی سے حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ ایک مسلم مصنف کی سینکڑوں تصانیف ہوا کرتی تھیں، جب قلم اٹھاتے تو اس کی روانی طوفانوں کو ماند کرتی چلی جاتی۔ قرآن کی تفاسیر اور حدیث کی شروح لکھیں۔ قرآن کی ایک تفسیر حدائق ذات بھجہ پانچ سو جلدوں میں ہے۔ اگر مسلمان یونان کے علم کو سنبھالا نہ دیتے تو آج کا یورپ اندھیرے میں رہ جاتا۔

دوسری طرف مسلمانوں کے علم سے اس قدر شوق اور شغف تھا کہ بڑی بڑی لائبریریاں قائم کیں۔ صرف قرطبہ شہر میں ایسے کتب خانے تھے کہ ایک ایک کتب خانہ میں لاکھوں کتابیں ہوا کرتی تھیں۔ یہ مسلمانوں کے اس دور ترقی کی بات ہے، جب اغیار اپنے نام کے ہجے تک نہ جانتے تھے۔ وہ آج مستعار شہرت پر نازاں ہیں۔ حقیقت میں انہیں مسلمانوں کا شکر گزار اور احسان مند ہونا چاہیے۔

حیف وہ مسلمان جن کا اوڑھنا بچھونا ہی علم تھا، آج تہی دامن ہو چکے ہیں۔ اغیار نے ذہنی طور پر انہیں اتنا مفلوج کر دیا ہے کہ اب یہ اپنی حالت پر نظر ثانی کے لیے تیار نہیں، تاکہ اپنی کھوئی ہوئی عزت اور عظمت رفتہ کو بحال کر سکے۔ آج قوم کے بچے کتابیں جمع کرنے کی بجائے ٹکٹیں جمع کرتے ہیں یا پھر اسلامی تاریخ اور اصلاحی کتب کی بجائے مخرب الاخلاق کتب کا مطالعہ گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر کرتے ہیں۔ جو ان کی فکر کو مفلوج کر رہا ہے اور انہیں اپنے مستقبل میں روشنی کی کرن دکھائی نہیں دیتی۔ قرآن و سنت کا علم اور اس کی پاسداری سے یکسر بری الذمہ ہو چکے ہیں۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قوم کی حالت کا رونا رویا اور اپنے ہی انداز سے کہنے لگا

علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھا ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارہ

آج ہم قرآن اور اس کی تعلیمات سے ناآشنا ہو چکے ہیں۔ یہ تمام علوم کا منبع ہے۔ ہم نے اس کی قرات و خواند کو ترک کر دیا ہے اور اپنے گھروں میں برکت کے طور پر زینت طاق بنا کر رکھ دیا ہے۔ اس کی اصل منشا سے غافل ہو گئے ہیں۔ اس لیے ہم پر رحمت ایزدی کا نزول نہیں ہو رہا۔ اقبال مرحوم نے بھی اس بات کا شکوہ کیا ہے

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر
ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

علماء سلف کا ذوق کتب بینی

ہمارے اسلاف کی علم سے کیسی والہانہ عقیدت تھی۔ تاریخ نے ان کی کتب بینی کے واقعات کو رقم فرما کر تاریخ عالم میں ایک نئی روح پھونک دی۔ ذیل میں چند علماء کا ذکر خیر ملاحظہ ہو۔

۱۔ امام ابن شہاب زہری (متوفی ۱۲۴ھ) بہت بڑے تابعی تھے۔ امام موصوف کے مطالعہ کتب کا یہ حال تھا کہ جب اپنے گھر میں کتب بینی کے لیے بیٹھ جاتے تو وہ ایسے مصروف ہو جاتے کہ ان کو کسی چیز کی خبر نہ رہ جاتی۔ ایک دن ان کی بیوی نے تنگ آ کر کہہ دیا خدا کی قسم یہ کتابیں مجھ پر تین سوکنوں سے بھی زیادہ بھاری ہیں۔ (العلم والعلماء صفحہ ۱۹)

۲۔ علامہ ابن رشد فرماتے ہیں کہ تمام عمر میں دو رات مطالعہ کتب نہ کر سکا۔ ایک شب زفاف اور دوسری والدہ کی وفات کی شب۔

۳۔ حافظ ابن حجر نے ابن دقیق العید کے متعلق لکھا ہے کہ ﴿**کان مکبا علی الاشتغال حتی عرض له وجع المفاصل بحیث کان الثوب اذا لمس جسمه المسه ورمع ذلک عنده کتاب ینظر الیه وربما انکب علی وجهه وهو یطالع**﴾

"یعنی رات دن کے کثرت مطالعہ سے وجع المفاصل کی ایسی تکلیف ہوگئی تھی کہ جسم پر کپڑا چھو جانے سے بھی تکلیف ہوتی تھی، لیکن بایں ہمہ مطالعہ کتاب رہتی تھی۔ جس کو دیکھتے دیکھتے کبھی کبھی اوندھے منہ چہرے کے بل گر پڑتے۔"

یہ تھا اسلاف کا ذوق مطالعہ و کتب بینی۔ اس کے برعکس ہم نے کتابوں سے رشتہ توڑ لیا ہے۔

کتاب کی قسمیں

کتاب انسانی زندگی میں تعمیر و تخریب کا کردار ادا کرتی ہے۔ اس لحاظ سے ہم کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱۔ مہذب الاخلاق

ایسی کتاب جس کے افکار و خیالات میں پاکیزگی جنم لے اور اس کے اثرات معاشرے میں اچھے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اخلاق کی صورت میں ظاہر ہوں۔اس کی دو قسمیں ہیں۔

(الف) آسمانی کتابیں جو سراسر خیر واصلاح اور اخلاق پر مشتمل ہوتی ہیں۔

(ب) انسانی کتابیں جو خدا اور رسول اور یوم آخرت پر مکمل ایمان رکھتے ہیں۔

۲۔ مخرب الاخلاق

ایسی کتب جو شر و فساد انتشار خیالات اور معاشرے کی ابتری کا باعث بنتی ہیں۔ان کے مطالعہ سے انسان رب کائنات کی ان روشن ہدایات کو جو ہادی خیر البشر انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے لے کر آئے' بھول کر اپنے مقصد زیست سے قطعی عاری ہو جاتے ہیں۔اس لیے ایسی تمام کتب جن سے تخریب الاخلاق کا عمل تیز ہو سکے' انہیں حکماً ختم کر دیا جائے تاکہ وہ کسی وقت بھی مطالعہ میں آ کر غلط تصور دینے کا پیش خیمہ نہ بن جائیں۔اس ضمن میں غیر مسلم مصنفین کی کتابیں' جاسوسی ناول و ڈائجسٹ آتے ہیں۔

اس پر آشوب دور میں اسلام کے خلاف بہت سی نظریاتی تحریکیں جاری ہیں اور ہر وقت ہر لحہ اسے ناکام بنانے کے لیے کوششیں ہو رہی ہیں۔اسلام کے خلاف شکوک و شبہات پیدا کیے جاتے ہیں' تاکہ امت مسلمہ راہِ راست سے ہٹ کر انعامات خداوندی سے محروم ہو جائے۔طاغوتی اور لادین طاقتیں تحریر کے ذریعے اپنے اثرات بد کو دنیا میں پھیلا کر مسلمانوں کو فلسفہ قرآنی اور تعلیمات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کر رہے ہیں۔

اس لیے ضروری ہے کہ اسلامی فکر پیدا کرنے والی کتب معاشرہ میں عام کر دی جائیں۔اس کے برعکس لٹریچر کی اشاعت کو بند کر دیا جائے اور مسلمان بچوں اور بچیوں میں عوامی' علمی اور ادبی لائبریریاں کھول کر اسلام کی تعلیمات کا درس دیا جائے۔اس کام کو مزید پورا کرنے کے لیے تقریری اور تحریری مقابلوں میں لڑکوں اور لڑکیوں میں اسلامی فکر کی کتابیں مفت تقسیم کی جائیں' تاکہ مسلمان بچوں اور بچیوں میں اسلام سے عقیدت اور محبت زیادہ ہو اور وہ اسلامی تاریخ اور لٹریچر کا مطالعہ کریں' تاکہ اپنے اسلاف کی روایات کو زندہ کر سکیں۔حکومت کو چاہیے کہ نصاب تعلیم ایسا بنائے جس میں اسلام اور اس کی روایات کی بھرپور ترجمانی ہو اور مخالف نظریات کی تردید ہو۔تب ہی قوم میں ایک صحیح فکر پیدا ہو گی' جس سے ایک اسلامی معاشرہ تشکیل پا سکے گا۔

توضیح

کائنات ارضی وسماوی کی حرکات وسکنات میں ان کا اپنا کوئی مقصد نہیں' بلکہ انسان کا فائدہ مطلوب ہے' یا ان اشیاء کا امتحان مقصود ہے۔جس طرح قرآن مجید نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا﴾

''اللہ وہ ذات ہے جس نے زمین کی تمام چیزیں تمہارے لیے بنائیں ہیں۔''

امام خطابی معالم السنن ج ۵' صفحہ ۳۴۲ میں مکھی کے اس فعل کے بعد اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لما اراد من الا بتلاء الذی ھو مدرجة التعبد و الامتحان الذی ھو مضمار التکلیف وفی کل شیء عبر و حکمة وما یذکر الا اولو الالباب

''مکھی کے اس فعل میں مکھی کا امتحان مطلوب ہے' کہ اللہ کے حکم کی کس حد تک تابع فرمان ہے اور ہر شے انسان کے لیے پند و نصیحت ہوتی ہے اور کئی حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔اہل عقل و دانش ہی جن سے نصیحت حاصل کر سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

''تفسیر جلالین کی بجائے اس تفسیر کو داخل نصاب کرنا چاہیے۔

مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مدرسہ سعیدیہ بنارس میں اس تفسیر کو داخل نصاب کر لیا۔

مولانا ثناء اللہ مرحوم نے یہ تفسیر کیوں لکھی' اس کے بارے میں تفسیر کے شروع میں لکھتے ہیں:

ترجمہ: ''علماء نے قرآن مجید کی مختلف انداز میں تفسیریں لکھی ہیں۔بعضوں نے احادیث و آثار سے استفادہ کیا ہے اور کچھ حضرات نے اپنی عقل کا سہارا لیا ہے۔حالانکہ تمام حضرات اس پر متفق ہیں' کہ سب سے بہتر طریقہ کلام اللہ کی تفسیر خود آیاتِ قرآنی سے کرنا ہے۔چنانچہ میں نے اسی طرز کو اپنانے کی کوشش کی ہے۔'' (تفسیر القرآن بکلام الرحمان صفحہ۲)

یہ تفسیر دو بار ثنائی برقی پریس امرتسر سے شائع ہوئی۔

تیسری بار مولانا خالد گرجاکھی مرحوم نے اپنے اشاعتی ادارہ مکتبہ احیاء السنہ گوجرانوالہ سے شائع کی۔

بیان الفرقان علی علم البیان

یہ تفسیر بھی عربی زبان میں ہے۔اس کی صرف پہلی جلد سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ تک شائع ہوئی۔یہ تفسیر بہترین علمی نکات پر مشتمل ہے۔مولانا امرتسری اس تفسیر کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

ترجمہ: تفسیر کے چار حصے ہیں

اولیٰ: یہ کہ قرآن کی تفسیر قرآن سے کی جائے۔اس کی مثال میری کتاب تفسیر القرآن بکلام الرحمان ہے۔

دوم: کہ احادیث مرفوعہ اور آثار موقوفہ کی روشنی میں تفسیر کی جائے۔اس کی مثال تفسیر ابن کثیر ہے۔

سوم: یہ ہے کہ متکلمین کا انداز بیان اختیار کیا جائے۔اس طریقہ کی تفسیر میری تفسیر ثنائی ہے۔

چہارم: یہ ہے کہ عربی ادب اور علوم لسانیہ (لغت' صرف نحو' معانی بیان وغیرہ) کو پیش نظر رکھ کر تفسیر کی جائے۔

میری یہ تفسیر اسی طریقے کا نمونہ ہے۔(بیان القرآن علی علم البیان صفحہ:۲)

© rasailojaraid.com